OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/index.php/ai

قرآنی تناظر میں قدیم وجدید معاندین اسلام کی فکری مماثلت (حلاق کے افکار کا خصوصی مطالعہ)

Intellectual similarities between ancient and modern opponents of Islam in the Quranic context

(Special Study of Hallaq's Thoughts)

Abdul Basit
Instructor Islamic Studies Virtual University Lahore / PhD Scholar
Government College University Faisalabad
Basit.zafar@vu.edu.pk

Dr. Muhammad Zakir Hashmi
Lecturer Islamic Studies, Government Associate College Lalian Chinot
Dr.Bashir Ahmad Malik
Lecturer In Islamic Studies, University of Azad Jammu and Kashmir
malikbashir661@gmail.com

Abstract

From the creation of Hazrat Adam (peace be upon him) to the resurrection, truth and falsehood are in conflict with each other. Prophets (peace be upon them) continued to come for the exaltation of the truth for the sake of Almighty Allah, but they were opposed by the enemies of Islam.At the end, the last Prophet Hazart Muhammad (peace and blessings of Allah be upon him) came with the last message from Allah, for guidance of humanity which is the Holy Quran. There were confrontations against the believers even till the prophetic period. In the intellectual confrontation between right and wrong in the modern era, the anti-Islamic scholarly efforts of Orientalists are a continuation of this war. In this article, similarity in ideas and actions of the ancient and modern anti-Islamic thoughts of enemies of Islam has been mentioned in the Quranic context.

Key Words: *Prophetic Message (Quran), Orientalists, Conformations against Prophet and His Message, Similarity in Anti-Islamic Thoughts.*

نزول قرآن و بعثت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی معاندین اسلام نے حق کی مخالفت کا تہیہ کیا۔ اسلام سے یہ عناد مختلف ادوار میں نئے روپ بدل کر حق کی سربلندی کی راہ میں رکاوٹ بنتا رہا۔ یہاں تک کہ اٹھارہویں صدی سے اسلام مخالف اس فکر نے منظم و مربوط علمی تحریک کا روپ دھارا جسے اہل علم تحریک استشراق کا نام دیتے ہیں۔ اور ان اسلام مخالف افراد کو مستشرقین کہا جاتا ہے۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ مستشرقین اور ان کی کتب کے نام بدلتے رہتے ہیں جبکہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ان کے اعتراضات و شبہات کی نوعیت تقریبا ایک جیسی رہتی ہے۔ قرآن کو بطور وحی تسلیم نہ کرنے کا معاملہ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و شخصیت اور سیرت و کردار پر الزام تراشی کا معاملہ قدیم و جدید معاندین اسلام کی فکری مماثلت کا اہم پہلو ہے۔ قرآن کریم میں تدبر و تفکر سے واضح ہوتا ہے کہ جدید استشراقی رویے قدیم اسلام مخالف فکر سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ یہی نقطہ ہمارے اس موقف کی بہت بڑی دلیل ہے کہ جس طرح موجودہ دور میں محض نام اور تحریر اور رائے بدل کر اعتراضات و شبہات کو دہرایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ دہرائے جانیوالے شبہات بھی قدیم شبہات و اعتراضات کی جدید شکل ہیں۔ جب یہ تمام چیزیں بار بار دہرائی جارہی ہیں تو ان کا جوابی بیانیہ جو مسلم علماء کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے اس میں بھی اشتراکیت کا پہلو مسلمہ حقیقت ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر اب ہمیں مستشرقین کے رد میں قرآنی بیانیہ پر اکتفا کرنا چاہیے۔ چونکہ نزول قرآن سے ہی مکالمہ کی بنیاد پڑی تو اس کا حتمی جواب بھی قرآنی بیان ہی ہے۔ اس لیے ہم نے اس آرٹیکل میں بلحاظ فکر و فلسفہ تحریک استشراق و مستشرقین کے آغاز و ارتقاء کا تعارف پیش کرتے ہوئے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے معاندین اسلام اور جدید استشراقی فکر کے نمائندہ وائل حلاق کی فکری مماثلت بیان کرتے ہوئے ان کی تردید کا قرآنی منہج واضح کیا ہے۔

عرب کی سرزمین پر جب اسلام کا ظہور ہوا تو معاندین اسلام نے دو چیزوں کو تنقید و مخالفت کی بنیاد بنایا۔ کلام اللہ یعنی قرآن مجید کا انکار کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و دشمنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن و سنت (حدیث) کو ماخذ شرع جانتے ہوئے اصحاب علیہم الرضوان نے ان مصادر کو استنباط احکام کی بنیاد بنایا۔ اس سے اجتہاد کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنوامیہ اور بنوعباس کے دور میں علوم اسلامیہ کے باقاعدہ فنون و شعبہ جات کو وجود ملا جس کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اسی طرح اسلام مخالف وہ سوچ جو قرآن و صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین میں موجود تھی پروان چڑھتی رہی[1] جس کی تفصیل درج ذیل تین ادوار میں تلاش کی جاسکتی ہے:

پہلا مرحلہ: عہد خلفائے راشدین علیہم الرضوان سے صلیبی جنگوں تک کا دور

دوسرا مرحلہ: صلیبی جنگوں کے بعد سے سترہویں صدی تک کا دور

تیسرا مرحلہ: اٹھارہویں صدی سے عصر حاضر تک کا دور

مذکورہ بالا تینوں ادوار کے خواص حسب ذیل ہیں:

پہلا دور: غیر منظم مطالعہ کا دور

چونکہ پہلا دور غیر منظم مطالعہ کا دور تھا اس لیے اس کے متعلق باقاعدہ کتب دستیاب نہیں ہیں۔

دوسرا دور: تراجم و تحقیق کا دور

دوسرا دور دراصل ایسی نوعیت کا حامل ہے جس سے مسلمان بذات خود گزرے۔ جب یونانی علوم وفنون سے استفادہ کرتے ہوئے یونانی کتب کے تراجم ہوئے اور ان پر تحقیقات ہوئیں اسی سے سائنسی علوم کے ارتقاء کی بنیاد پڑی[2]۔ مسلمانوں نے یہاں تعمیری کام کیا لیکن جب یورپ اسی مرحلے سے گزرا تو تخریبی انداز اختیار کیا۔ دوسرا دور وہ دور ہے جس میں یورپ باقاعدہ اسلامی علوم وفنون، تہذیب وثقافت اور مدارس وجامعات کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے نتیجہ میں جید علماء کی کتب کے تراجم کیے گئے اور تحقیق کی بنیاد ڈالی گئی۔

تیسرا دور: منظم مطالعہ کا دور

تیسرا دور منظم مطالعہ کا دور ہے جس میں باقاعدہ اہداف ومقاصد طے کیے گئے۔ انتظامی ضروریات کی تکمیل سے لے کر اسلام پر غلبہ وتسلط قائم رکھنے کے لیے منظم مطالعہ کا آغاز ہوا جس کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ علوم اسلامیہ میں سب سے پہلے منظم نقد گولڈزیہر نے حدیث پر کیا[3] اس کے بعد جوزف شاخت نے اسلامی قانون یعنی فقہ اسلامی کو نقد کی بنیاد بنایا[4] اسی طرح سیرت، قرآن، حدیث اور فقہ ودیگر علوم اسلامیہ کو الگ الگ شعبہ جات کے طور پر قائم کیا گیا۔ اٹھارہویں صدی سے باقاعدہ ومنظم طور پر خالص قرآن، سیرت، حدیث اور فقہ اسلامی پر کام کرنیوالے ماہر مستشرقین کی ایک جماعت سامنے آئی ۔ جن میں تھیڈونولڈیکے، ولیم کلیر ٹزڈال، رچرڈ بیل، آرتھر جیفری، آرتھر جان آربری ، گولڈزیہر، جوزف شاخت، جیمز روبسن، ایلائس سپرنگر، منٹگمری واٹ، ولیم میور، ڈیوڈ صموئیل مارگولیتھ، رینالڈ ایلین نکلسن، کارل بروکلمان، فیلپ خوری ہٹی، ہملٹن گب، برنارڈ لیوس، ڈنکن بلیک میکڈونلڈ، گاٹ ہیف بیگش ٹراسا، نورمن کولڈر اور وائل حلاق کے نام نمایاں ہیں۔ جس کے رد عمل میں مسلم علماء نے بھی اسلام کا دفاع کرنے کا تہیہ کیا اور ان تک اسلام کا سچا پیغام پہنچانے ،ان کی غلط فہمیاں دور کرنے، انہیں دعوت حق دینے، مکالمہ کی بنیاد ڈالنے اور ان کے نقد واعتراضات کی تحقیق وتفتیش کے لیے مسلم علماء ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ مسلم علماء ومحققین نے دفاعی، جوابی اور مکالمہ کا منظم ومربوط انداز اختیار کیا۔ اس سلسلہ میں لکھی جانیوالی مسلم علماء کی کتب کی فہرست شیر نوروز خان پرنسپل لائبریرین ادارہ تحقیقات اسلامیات نے مرتب کی ہے۔[5] چند معروف مسلم علماء جنہوں نے تحریک استشراق پر باقاعدہ کام کیا ان میں سید امیر علی[6]، سرسید احمد خان[7]، جسٹس کرم شاہ الازہری[8]، غلام مصطفیٰ السباعی[9]، صباح الدین عبدالرحمٰن[10]، پروفیسر حافظ محمود اختر[11]

، ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی[12]، ڈاکٹر حافظ محمد زبیر[13]، ڈاکٹر حافظ عبدالغفار[14]، محمد شمیم اختر قاسمی[15]، ڈاکٹر محمد شہباز منج[16]، ڈاکٹر ثناء اللہ ندوی[17] اور کمال احمد علیمی نظامی[18] کے نام نمایاں ہیں۔

تحریک استشراق و مستشرقین کی جدوجہد ہماری رائے میں تاریخی حیثیت سے قدیم اسلام مخالف فکر و فلسفہ کی جدید شکل ہے اس لیے استشراق و مستشرقین پر جب بھی کلام ہو تو اس کی بنیادیں عہد اول سے تلاش کی جائیں۔ تحریک استشراق اور مستشرقین کے آغاز سے متعلق اہل علم کی مختلف آراء ہیں۔[19] جبکہ جن لوگوں کے لیے یہ اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ لوگ مجموعی طور پر اس اصطلاح کو اپنے لیے قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔[20] استشراق کے آغاز سے متعلق جتنی بھی آراء ملتی ہیں۔ اس کے تین بنیادی محرک ہیں:

- کوئی تاریخی واقعہ
- کوئی شخصیت
- بطور علم و فن

مذکورہ بالا تین حوالوں سے جب بھی استشراق اور مستشرقین کی تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے تو عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مسلمانوں کی تاریخ کے سنہری دور تک کے دور کو مستثنی قرار دیا جاتا ہے اور مابعد کے ادوار میں مذکورہ بالا تین محرکات میں سے کسی ایک محرک کو بنیاد بنا کر تاریخ متعین کر لی جاتی ہے۔ مثلاً تاریخی واقعات کی بنیاد پر اسے غزوہ موتہ یا صلیبی جنگوں کے بعد ظہور پذیر قرار دیا جاتا ہے۔[21] باعتبار شخصیات جان آف دمشق، بادشاہ الفونس، پادری فیزایل، اور جریردی اور لیاک کے کردار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بطور علم و فن باقاعدہ اٹھارہویں صدی کے بعد اس کے وجود کا ذکر کیا جاتا ہے۔[22] اس سلسلہ میں اہم بات یہ ہے کہ تحریک استشراق و مستشرقین کی باقاعدہ اصطلاحات کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ کم از کم اٹھارہویں صدی کے دور میں وجود میں آئیں۔ جبکہ ہماری رائے میں حقیقت یہ ہے کہ استشراق اور مستشرقین کے مقاصد و اہداف اور فکر کے تناظر میں ایسے افراد اور ان کا کردار اسلام کے عہد اول سے موجود رہا ہے۔[23] ان کے مباحث کی نوعیت میں اشتراک کے ساتھ ساتھ ان کے منہج میں بھی اشتراک رہا ہے۔ اس کی دلیل کے لیے وائل حلاق کے نظریات سے متعلق میرے آرٹیکلز "A research review of Hallaq's Theory of Variation of Islamic law"[24] بالخصوص آرٹیکل بعنوان A research review of Hallaq's Ideology about Evolution of Islamic law in Prophetic Period (610 C.E-632 C.E)[25] کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس سے قطع نظر کہ استشراق یا مستشرقین کی اصطلاح کب معرض وجود میں آئی۔ اور اس کے بظاہر کیا محرکات تھے؟ اسلام مخالف فکر کے طور پر ایسے افراد کا کردار عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود رہا ہے[26] اور قرآن نے ایسے رویوں کی نشاندہی کر کے ان

کے باطل افکار کا رد کیا ہے۔ اس لیے اس یہاں ہم سب سے پہلے جدید استشراقی فکر کے نمائندہ وائل حلاق کے افکار کے خصوصی مطالعہ سے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ایسی فکر کی نشاندہی کریں گے جو عصر حاضر کے مستشرقین سے مماثلت ومشابہت رکھتی ہو۔ ایسی فکر کا جواب بھی اسی دور کے تناظر میں قرآن کی روشنی میں اخذ کریں گے۔ جس سے عصر حاضر کے مستشرقین اوران کے کردار کا خود بخود تعین ہو جائے گا اور قرآن کے مصداق حق و باطل ممتاز رہے گا:

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُؕ-اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ہ[27]

قرآن کریم سے متعلق قدیم اسلام مخالف فکر اور جدید استشراقی فکر کی مماثلت اور اس کا قرآنی رد

قرآن کریم کے نزول کے وقت مخالفین اسلام نے اس کلام پر تین قسم کے اعتراضات کیے:

- **قرآن کریم کو انسانی کلام قرار دیا**
- **قرآن کریم کے نزول پر اعتراضات اٹھائے**
- **قرآن کریم کی تعلیمات پر اعتراضات اٹھائے**

مذکورہ بالا تینوں اعتراضات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1. قرآن کریم کو انسانی کلام قرار دینا

جہاں تک پہلے اعتراض کا تعلق ہے تو مخالفین اسلام کی ایک جماعت قرآن کریم کو وحی ماننے سے منکر تھی۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض مخالفین کا اعتراض تھا کہ قرآن انسانی کلام ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیش کردہ کلام ہے۔ مخالفین اسلام کا وہ بیان اور اس کی تردید قرآن نے تین طرح سے بیان کی۔

1) **کلام اللہ جیسا کلام پیش کریں:** قرآن کریم کا یہ چیلنج دو مقامات پر سورۃ الاسراء، ایت نمبر 88 اور سورۃ الطور، ایت نمبر 31 تا 34 میں موجود ہے۔

2) **کلام اللہ کے مثل دس سورتیں پیش کریں:** قرآن کریم کا یہ چیلنج سورۃ ہود، ایت نمبر 13 میں موجود ہے۔

3) **قرآن کریم کی مثل ایک چھوٹی سورۃ یعنی تین آیات پیش کریں:** معاندین و مخالفین کے لیے یہ چیلنج سورۃ البقرۃ ،ایت نمبر 23 اور سورۃ یونس، ایت نمبر 38 میں موجود ہے۔

آج بھی قرآن کریم کے مذکورہ بالا چیلنجز ان تمام مستشرقین کے لیے ہیں جو اسے وحی الہیٰ نہیں مانتے یا وحی پر اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ ان میں جیفری، منٹگمری اور ولیم میور سر فہرست ہیں۔ اگرچہ پہلو بدل کر تمام مستشرقین نے ایسے

خیالات کا اظہار کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کو وحی تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ چونکہ ہم نے ان تمام افکار کے نمائندہ کے طور پر وائل حلاق کے نظریات کا جائزہ پیش کرنا ہے اس لیے اس کی معروف کتب سے اس سلسلہ میں چند حوالے پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔ وائل حلاق کے مصادر میں وہ تمام مستشرقین شامل ہیں جو قرآن و مصادر قرآن اور دیگر علوم اسلامیہ بالخصوص اسلامی قانون کو انسانی قانون ثابت کرنے پر مصر ہیں۔ اس سلسلہ میں بطور حوالہ وائل حلاق کی درج ذیل کتب پیش کی جا سکتی ہیں:

- History of Islamic Legal Theories.
- The Origins and Evolution of Islamic Law.
- Sharia, Theory, Practice, and Transformation.
- An Introduction to Islamic Law.
- Authority, Continuity, and Change in Islamic Law.

ان کتب کی وہ خاص عبارات حسب ذیل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حلاق اسلام کے پیغام کو الہامی سمجھنے کی بجائے انسانی سمجھتے ہیں، حلاق اپنی کتاب Sharia, Theory, Practice, and Transformation میں لکھتے ہیں:

> "The peninsular Arabs maintained extensive relations with their neighbors to the south and north, with whom they shared ethnic, linguistic, and cultural grounds. The Meccan traders, as well as the prophet and his companions, were thoroughly familiar with the cultures of the Fertile Crescent and Yemen, and developed a sophisticated knowledge of legal practices which, through various channels, came to inform the law that was to develop in time into Sharia."[28]

مذکورہ بالا عبارت یہ واضح کر رہی ہے کہ شریعت کے ارتقاء میں جغرافیائی ،معاشرتی اور سیاسی عوامل کا اہم کردار تھا۔ حلاق کے یہ تصورات آئندہ آنیوالی عبارات سے بالکل واضح ہو جائیں گے کہ اس کے نزدیک اسلام ایک سیاسی مشن تھااوراس کا پیغام عرب اوراس کے گردونواح کی ریاستوں کے جغرافیائی،معاشرتی اور سیاسی اثرات کے زیراثر پروان چڑھا۔ مثلاوہ لکھتا ہے:

> ‘’Long before Islam appeared on the scene, Mecca and Medina had a long history of settlement and formed part of the *cultural continuum* that had *dominated the near east* for millennia. The two towns were not at the center of imperial culture, but they were tied to it in *countless ways.* Before the Arab expansion in the name of Islam, Arabian society throughout the region had developed the same types of institutions and forms of culture already long established in the lands of the *south and north,* a development that would later facilitate the Arab conquest of the entirety of that region, including its *two major empires.*’’[29]

حلاق کے مذکورہ بالا خیالات Joyn Boll سے ماخوذ ہیں۔ چونکہ اس نے اپنی کتاب The origins and

evolution of Islamic law میں Joyn Boll کی درج ذیل عبارت کا حوالہ پیش کیا ہے:

‘’ (Location of territory) helped to complete the assimilation of the conquering peoples, begun in Arabia, into general Middle Eastern society’’.[30]

نتیجتاً حلاق یوں رقم طراز ہے:

‘’It was these societies and cultures that provided the larger context in which Islam, as a legal phenomenon, was to grow’’.[31]

مذکورہ بالا خیالات کے تناظر میں حلاق کے نزدیک سیاسی غلبے کے بغیر اسلام ایک کھوکھلا دین ہے۔ اگرچہ عصر حاضر میں اسلامی قانون کے غیر موثر ہونے کی وجہ بھی اس کے نزدیک سیاسی عوامل ہی ہیں وہ لکھتا ہے:

‘‘Without the sovereign’s juridical-political administration (Siyasa shariyya) the sharia would also become a hollow system.’’[32]

بقول حلاق اسلام سیاسی اتھارٹی کے قیام کے لیے قرآن وحدیث کا حوالہ استعمال کرتا ہے۔ اور قانون سازی سیاسی تناظر میں پروان چڑھتی ہے۔ حلاق کے الفاظ یوں ہیں:

‘‘Now, the true purpose of Islamic Legal theory was to articulate the rulings for the scenarios where the above stated two sources (Quran o Hadith) could not

provide the solution."[33]

اپنی کتاب Sharia, Theory, Practice, and Transformation میں اس نے بالکل واضح کر دیا کہ جغرافیائی، سیاسی اور معاشرتی عوامل کے زیر اثر پروان چڑھنے والے دین کی تعلیمات نامکمل رہتی ہیں اور انہی عوامل کے زیر اثر نئی قانون سازی سے معاشرہ آگے بڑھتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> "A large portion of pre-Islamic Arabian laws and customs remained applicable and survived in somewhat modified forms into the legal culture that was being constructed. But the new Quranic laws created juristic problems that rendered many of the old customary laws irrelevant. i.e., the problem of drinking wine and its prohibition.''[34]

مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہوا کہ حلاق نے بھی شاخت، گولڈ زیہر اور گائٹن کی طرح اسلام کی تعلیمات کو تاریخی وار تقائی قرار دیا ہے۔ اور الہامی حیثیت کو مشکوک قرار دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ یہ مخالفین اسلام کی اس روش کا نیا روپ ہے جس میں وہ قرآنی تعلیمات کو قصے اور کہانیوں سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ حلاق جیسے مستشرقین کے خیالات کا جائزہ ڈاکٹر ثناء اللہ ندوی نے یوں پیش کیا:

"مستشرقین کے خیالات سے ہمارا یہ نتیجہ اخذ کرنا درست ہو گا کہ وہ وحی اور نبوت کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ وحی اور نبوت کے رشتہ کو سمجھے بغیر ایک شخص اگر اپنے نظریات اور تجرباتی علوم کی روشنی میں ان دونوں کو جانچنے کی کوشش کرے تو یقیناً وہ ان حقیقتوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ آسمانی وحی پر ایمان لانیوالوں اور اسے تسلیم نہ کرنیوالوں کے درمیاں اختلاف کی بنیادی وجہ یہی ہے۔ کہ دونوں کے نزدیک وحی کا الگ مفہوم ہے۔"[35]

وحی سے متعلق مستشرقین کے رویے کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد شہباز منج لکھتے ہیں:

"روایتی تاریخی رویے کی ایک جہت یہ تھی کہ قرون وسطی کے مغرب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی

تعبیر سے متعلق شدید نفرت و مخالفت کا رویہ اپنایا گیا"[36]

مسلم علماء کی تحقیق اور قرآن کریم کے پیغام کے مطابق مستشرقین بغیر کسی واضح دلیل یا ثبوت کے محض انا، حسد، بغض، ضد، ہٹ دھرمی اور مفروضوں کی وجہ سے قدیم اسلام مخالف فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ معاندین اسلام کے ایسے رویوں کی مذمت قرآن نے درج ذیل انداز میں کی، ارشاد فرمایا:

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ---------الخ[37]

2. قرآن کریم کے نزول پر اعتراضات اٹھانا

دوسرے اعتراض کی وجہ قرآن کریم کے چیلنجز کو قبول کرنے سے عاجز آ جانا تھا تو مجبوراً بطور وحی تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں تھا اس لیے اس کلام کے نزول پر اعتراض کیا جاتا کہ اگر اسے نازل ہونا بھی تھا تو فلاں فلاں پر نازل کیوں نہ ہوا ؟اس کا جواب بھی قرآن نے واضح طور پر دیا کہ یہ اللہ کا انتخاب ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کسے عطا کرنی ہے ؟قرآن کریم نے معاندین اسلام کے ایسے اعتراضات اوران کے جوابات سورۃ البقرۃ، ایت نمبر 105، سورۃ الانعام، ایت نمبر 124 اور سورۃ الزخرف، ایت نمبر 31-30 میں بیان کیے ہیں۔ موجودہ دور میں مستشرقین بھی سیاسی، تاریخی، معاشرتی و معاشی عوامل کے ذاتی مفروضے قائم کر کے ارتقاء کے نام پر قرآن کی الہامی حیثیت اور اس کے انداز نزول کو مشکوک کرنے کا جدید انداز اپناتے ہیں۔ اگرچہ قرآن کے پیغام کی عالمگیریت و حقانیت کے چیلنجز کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہے۔

3. قرآن کریم کی تعلیمات پر اعتراضات اٹھانا

جہاں تک تیسرے اعتراض کا تعلق ہے تو وہ قرآن کریم کی ان تعلیمات پر کیا جاتا تھا جو لوگوں کی خواہش نفس اور معاشرتی و ثقافتی روایات کے رد میں تھیں جیسا کہ وہ لوگ چونکہ سود کھانا اور شراب پینا پسند کرتے تھے اور اللہ نے اس سے منع کیا تو سود اور بیع کو ایک جیسا کہہ کر قرآن کی تعلیمات پر سوال اٹھانے لگے[38] اسی طرح متبنیٰ کی بیوی سے نکاح حرام سمجھتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح زینب رضی اللہ عنہا پر معترض ہوئے۔[39] ان کا جواب بھی قرآن نے واضح کر دیا۔ قبلہ کی تبدیلی بھی اس دور کے مخالفین اسلام کو ناگوار گزری تھی اسی طرح آج کے مستشرقین کے ہاں بھی اسی طرح کے رویے پائے جاتے ہیں۔ قبلہ کی تبدیلی اور امت مسلمہ کی وحدت وانفرادیت کے تصور پر معاصر مستشرقین میں سے حلاق کا نقد نمایاں ہے۔[40] قبلہ کی تبدیلی پر اعتراضات کا تفصیلی جواب قرآن نے تین مقامات پر بیان کیا۔ جن میں سورۃ البقرۃ کی ایت نمبر 142 تا 145، اور 148 تا 150 اور ایت نمبر 177 شامل ہیں۔ جس طرح عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کے مخالفین قرآن کریم کو دیگر الہامی کتب یہودیت و نصرانیت سے ماخوذ سمجھتے تھے۔اسی طرح کے اعتراضات تقریباً تمام مستشرقین کے متفق علیہ اعتراضات ہیں۔ان میں شاخت اور حلاق قابل ذکر ہیں۔[41] حلاق بحوالہ Goitein اور Joyn Boll لکھتا ہے:

> ''In so far as we know about its beliefs and practices, the Hanifiyya appears to have been an agnate of Judaism, providing the spiritual background and precedent for the new religion.''[42]

اپنی کتاب Sharia, Theory, Practice, and Transformation میں اسلام کے درج ذیل تین بنیادی مصادر بیان کرتا ہے:

> ''Message of Islam, i.e., The Quran is a collection of teachings of Past religions, Arab customs, and cultural diversions."[43]

اپنی کتاب Origins and Evolution of Islamic Law میں حلاق واضح طور پر قرآن کو یہودیت وعیسائیت سے ماخوذ قرار دیتا ہے۔اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

> ''Theologically, The Quranic Islam arrived, first, as a corrective and, second, as the final form of Judaism and Christianity, the form they should have taken, but did not save it.[44]

دیگر کتب سماویہ اور ما قبل انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اسلام و پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق واضح کرتے ہوئے قرآن کریم نے حلاق، گائٹن، جائن بال، شاخت اور گولڈزیہر کے تمام مفروضوں کو رد کیا ہے۔قرآن نے مذکورہ بالا تمام الزامات کی تردید درج ذیل الفاظ میں کی:

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ------الخ[45]

سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا:

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا --------------الخ[46]

مذکورہ بالا آیات معاصر مستشرق وائل حلاق کے اس بیانیہ کی تردید کرتی ہیں کہ اسلام دیگر ابراہیمی مذاہب بالخصوص یہودیت کا چربہ ہے (معاذاللہ)۔ درحقیقت اسلام تمام الہامی ادیان میں کی گئی تحریفات کو رد کرتا ہے اور اللہ کے سچے پیغام کی تشریح و تکمیل کا آخری سرچشمہ ہے۔ سورۃ المائدۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ -------------------الخ[47]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق قدیم اسلام مخالف فکر اور جدید استشراقی فکر کی مماثلت اور اس کا قرآنی رد

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوت و رسالت، ذات و شخصیت اور سیرت و کردار** پر بھی بے جا اعتراض کیے جاتے تھے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر جو بیہودہ اعتراضات عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار نے اٹھائے قرآن نے ان کا ذکر کرتے ہوئے واضح الفاظ میں تردید کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر معاذاللہ کاہن، جادوگر، مجنون اور شاعر وغیرہ کے الزامات لگائے گئے۔ ارشاد فرمایا:

فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ---------------رَيْبَ الْمَنُونِ[48]

اسی طرح سورۃ الحاقۃ میں ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ------------- مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ[49]

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین و دشمنان اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا اعتراضات کی تردید کے قرآنی بیانات ان تمام مستشرقین کے جملہ اعتراضات کی تردید کے لیے کافی ہیں جو عصر حاضر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح کے بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں۔ ان مستشرقین میں سان پیڈرو، روڈنسن، گستاویل، منٹگمری اور ولیم میور نمایاں ہیں۔ ڈاکٹر محمد شہباز منج نے اپنی کتاب "وحی و نبوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر مغربی نظریات (تکذیب سے تصویب تک)" میں ایسے مستشرقین کے جملہ اعتراضات کو یکجاء کرنے کی کوشش کی ہے نیز ان پر علمی تبصرہ بھی کیا ہے۔[50] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر عہد نبوی کے مخالفین اسلام کی طرح جدید مستشرقین نے بھی بڑی شد و مد سے اعتراضات وارد کیے۔ یہاں تک کہ سورۃ المائدۃ کی ایت نمبر 40-50 تک کی من مانی تشریح و تعبیر کرکے رسالت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذاللہ محض ایک سیاسی مشن قرار دینے کی جسارت بھی کی۔ ایسے معاصر مستشرقین میں وائل حلاق اور

گائٹن کے نام بہت نمایاں ہیں۔ مثلاً پیغام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاسی مشن سے تعبیر کرتے ہوئے حلاق لکھتا ہے:

"It was within the Hejazi cities of Mecca and Yathrib later renamed Medina that a person called Muhammad came forward to proclaim a replacement religion with a political order at its canter. By the time of his death in 11/632, he had left behind a little state and clear notions of justice, but with underdeveloped ideas of law and a good less developed judiciary. Soon, however, Islam was to overcome lands east and west, starting from western China to the Iberian Peninsula. Along with this territorial expansion, the new religion generated a full-fledged, sophisticated law and system within the short span of the three-and-a-half centuries that followed its inception."[51]

حلاق نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیاسی مشن کی تکمیل کے ارتقائی عمل کی وضاحت کرتے ہوئے دو بنیادی تصورات یعنی تصور قبلہ اور تصور امت کا سہارا لیا ہے۔ تصور قبلہ کے حوالہ سے حلاق نے جن خیالات کا اظہار کیا ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

From Hallaq's ideology, there was also a gradual change to give a new

> concept of Qibla in Arabian society. In Hallaq's opinion, Muhammad (PBUH) had to adjust to new realities after moving to Medina because he was no longer competing for admiration but rather acting as the leader. Along with the Meccan tribes, he also had to cope with the Medinan Jews, who opposed him and were suspicious of his new doctrine. He was very disappointed by their stance and decided to depart from several of the customs that the new religion had previously shared with Judaism. At last, the Ka'ba took the place of Jerusalem as the Holy site of early Islam.[52]

حلاق تصورامت کی وضاحت کے لیے سورۃ المائدۃ کی تشریح کے لیے گائٹن کو بطور حوالہ پیش کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہے:

> According to ***Goitein***, Sûra 5 (or at the very least, verses 42–50 was sparked by an occurrence in which a few Jewish tribes turned to the Prophet to settle disputes between them. The recurrent mention of the rabbis suggests a sizable Jewish presence in Medina, which could have only been the case before the end of

the fifth year of the Hijra, making it unlikely that such an episode occurred after 5 A.H. Whatever the case, the episode appears to have signaled a turning point in the Prophet's professional life. He now began to believe that the Muslim community should have its own set of regulations apart from those of other faiths. This may also explain why the majority of the Quran's legal provisions were implemented in Medina.[53]

حلاق کے مذکورہ بالا خیالات پر ہم نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں یوں تبصرہ کیا:

Here is a contradiction in what Hallaq says. The process of the Treaty of Medina was completed in the early days of Medina. So, if one nation was to be created by Prophet, and after 5 Hijri, the concept of a separate nation was presented, how would Hallaq explain the concept of a nation separate from the Treaty of Medina itself? According to Hallaq, the above-mentioned verses of the same Surah made the Christians a separate nation. Hallaq did not give any

strong argument to prove his ideology about the one-nation theory of the Prophet (Peace be Upon Him). However, this one-nation theory may be considered on the base of acceptance of the message of the Prophet Peace Be Upon Him.[54]

جائن بال، گائٹن اور حلاق جیسے مستشرقین کے مذکورہ بالا اعتراضات کے رد میں ہم بطور خاص انہی آیات کو بطور حوالہ پیش کریں گے جن سے انہوں نے اپنا من پسند مفہوم اخذ کیا۔ارشاد فرمایا:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ --------------------------الخ[55]

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّا --------------------------الخ[56]

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ --------------------------الخ[57]

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ------------------الخ[58]

مذکورہ بالا آیات کے نزول اور فہم کا ارتقائی تصور جو مستشرقین پیش کررہے ہیں اس سے کہیں بھی یہ واضح نہیں ہوتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ان آیات کی روشنی میں مفاہمت اختیار کی ہو ان سے اسلام کا یہی نقطہ نظر واضح ہوتا ہے کی تورات و انجیل قرآن کی طرح منزل من اللہ کتب تھیں ان میں سابقہ امم تحریف کی مرتکب ہوئیں اور اب تا ابد قرآن کی تعلیم ہی ان کتب کی اساسی تعلیمات کی تائید و تردید کی علمبردار ہے۔ اور اسی پر ایمان اور سابقہ کتب کی تصدیق واجب ہے۔ اور اسلام ہی حق و باطل میں فرق کا الہامی سرچشمہ ہے۔ارشاد فرمایا:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا --------------------------الْخَاسِرِينَ[59]

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ --------------------------سَرِيعُ الْحِسَابِ[60]

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ تین بنیادی نتائج کی شکل میں مرتب ہوتا ہے۔یعنی طلوع اسلام کے وقت جدید استشراقی فکر معاندین ومخالفین اسلام کی شکل میں اہل کتاب، مشرکین وملحدین اور دیگر کفار کے روپ میں موجود تھی۔ اور قرآن نے اس کا مکمل رد کر دیا تھا۔اس لیے قرآن کا جوابی بیانیہ استشراق کے رد میں حرف آخر ہے۔دوسری اہم بات یہ سامنے آئی کہ اٹھارہویں صدی سے تحریک استشراق نے منظم ومربوط انداز اختیار کیا۔استشراق کے اس منظم کام کا اشاریہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔تیسری اہم بات یہ کہ مستشرقین کے رد عمل میں مسلم علماء کا جوابی بیانیہ سامنے آیا۔جس کے مختلف زبانوں میں اشاریے مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ان اشاریوں کے مرتب ہونے سے تمام مواد کا ریویو،اور باہم تقابل وتجزیہ کیا جاسکتا ہے جس سے یہ اندازہ کرنا آسان ہے کہ مستشرقین کے جملہ اعتراضات اور شبہات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔اور ان سب کے جواب میں قرآنی بیانیہ ہی مسلمہ امر ہے۔یہ قرآن کریم کا اعجاز اور علوم القرآن کی ایک نئی جہت بھی ہے جو واضح کرتی ہے کہ قرآن ہر دور کے لحاظ سے اپنے پیغام کا دفاع کرتا ہے۔اپنی تعلیمات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار پر اٹھنے والے ہر شبہے اور اعتراض کی بھرپور تردید کرتا ہے۔اور بمقابل باطل ناقابل تردید چیلنج بھی پیش کرتا ہے۔جن کی تحقیق کے لیے بزبان قرآن تدبر وتفکر لازم ہے۔ارشاد فرمایا:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ---------.........-----------عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا[61]

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس اسلام مخالف فکر و عمل کا رخ قرآن وصاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تھے جبکہ مابعد رویوں اور انداز میں تبدیلی آتی گئی اور اس کا رخ تعلیمات اسلام یعنی علوم اسلامیہ کی طرف ہوتا چلا گیا۔

2 سائنسی کتب- تراجم و مترجمین، پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، فکر و نظر، اسلام آباد، جلد 37، شمارہ 2، صفحہ 20-25

3 Ignaz Goldziher, An introduction to Islamic Theology and law, Princeton Academic Press, USA.

4 Joseph Schact, An Introduction to Islamic law, Clarendon Press, Oxford, New York.

5 شیر نوروز خان، پرنسپل لائبریرین استشراق اور مستشرقین- کتابیات، ادارہ تحقیقات اسلامیات، فکر و نظر اسلام آباد، جلد 46، شمارہ 3

6 امیر علی، سید، روح اسلام، مترجم محمد ھادی حسین ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

7 سر سید احمد خان، الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ، معرف بہ خطبات سیرت، دوست ایسوسی ایٹس، ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

8 الازہری، کرم شاہ، جسٹس، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۷، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

9 السباعی، غلام مصطفی، ڈاکٹر، اسلام اور مستشرقین، مترجم سلمان شمسی ندوی، ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور

10 صباح الدین عبدالرحمن، سید، اسلام اور مستشرقین، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ یوپی (الہند

11 پروفیسر حافظ محمود اختر، ڈاکٹر، حفاظت قرآن مجید اور مستشرقین، دارالنوادر الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور 2018

12 جیلانی، عبدالقادر، ڈاکٹر، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی، بیت الحکمت، لاہور ۲۰۰۵

13 حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر، اسلام اور مستشرقین، کتاب سرائے بیت الحکمت لاہور

14 عبدالغفار، حافظ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مستشرقین، دارالنوادر لاہور

15 قاسمی، محمد شمیم اختر، ڈاکٹر، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کا جائزہ، مکتبہ قاسم العلوم، گنج شکر پریس، ملک اینڈ کمپنی، رحمان مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

16 منج، محمد شہباز، ڈاکٹر، وحی و نبوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر مغربی نظریات (تکذیب سے تصویب تک)، القمر اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور

17 ندوی، ثناءاللہ، علوم اسلامیہ اور مستشرقین، کتاب سرائے، اردو بازار لاہور۔

18 کمال احمد علیمی نظامی، تحریک استشراق (ماضی، حال، مستقبل)، اشرفیہ اسلامیہ فاؤنڈیشن حیدر آباد دکن

19 مستشرقین مغرب کا انداز فکر، ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی، ص 128

20 اسلام اور مستشرقین از ڈاکٹر حافظ زبیر، ص 23

21 اسلام اور مستشرقین از ڈاکٹر حافظ زبیر، ص 24-28

22وائل حلاق کا تعارف،ماہنامہ اشراق از ڈاکٹر حافظ سعید احمد، ص24

23 Abdul Basit, A RESEARCH REVIEW OF HALLAQ'S "THEORY OF VARIATION OF ISLAMIC LAW'', Folia Linguistica, Vol:15, Issue:03, 2022.

24 Ibid

25 Abdul Basit, A Research Review of Hallaq's Ideology about Evolution of Islamic law in Prophetic Period (610 C.E-632 C.E), Al-Qantara, Vol:09, Issue:01, 2023.

26کمال احمد علیمی نظامی، تحریک استشراق ماضی حال مستقبل،اشرفیہ اسلامیہ فاؤنڈیشن، حیدر آباد۔دکن، صفحہ نمبر34۔

27بنی اسرائیل،17:81

28Wael Hallaq, Sharia, Theory, Practice, and Transformation, Cambridge University Press, 2009, p.31

29Hallaq, Sharia, p.21

30 Wael Hallaq, Origins and Evolution of Islamic Law, Cambridge University Press,2004, p.08

31Ibid

32 Wael Hallaq, Introduction to Islamic Law, Cambridge University Press, 2009, p.73.

33 Ibid

34Hallaq, Sharia, p.36

35ندوی، ثناءاللہ،علوم اسلامیہ اور مستشرقین، کتاب سرائے،اردو بازار لاہور،ص17

36منج، محمد شہباز،ڈاکٹر، وحی ونبوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر مغربی نظریات (تکذیب سے تصویب تک)،القمر اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہو، ص6

37البقرۃ2:90

38البقرہ2:275

39الاحزاب33:39-37

40See, Wael B.Hallaq, Sharia, Theory, Practice, and Transformation, Cambridge Wael B.Hallaq, Origins and Evolution of /University Press, Published in 2009. Wael B.Hallaq, History /Islamic Law, Cambridge University Press, Published in 2004 of Islamic Legal Theories, Cambridge University Press, Published in 1997.

41 See, Wael B.Hallaq, Sharia, Theory, Practice, and Transformation, Cambridge Wael B.Hallaq, Origins and Evolution of / University Press, Published in 2009. Wael B.Hallaq, History /Islamic Law, Cambridge University Press, Published in 2004 of Islamic Legal Theories, Cambridge University Press, Published in 1997

42Hallaq, Sharia, p.30

43Hallaq, Origins, p.31

44Hallaq, Origins, p.22

45النساء163:4

46النحل123:16

47المائدہ03:5

48الطور29-30:52

49الحاقۃ40-43:69

50منج، محمد شہباز، ڈاکٹر، وحی ونبوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر مغربی نظریات (تکذیب سے تصویب تک)، القمر اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور

51Hallaq, Origins, p.08

52Hallaq, Origins, p.27-43 / Hallaq, Sharia, p.31-54.

53 Wael Hallaq, History of Islamic Legal Theories, p.70.

54 Abdul Basit, A critical study of Wael B Hallaq's understanding of Islamic law, PhD Dissertation, Department of Islamic studies, GCUF, p.41.

55المائدۃ68:5

56المائدۃ59:5

57المائدۃ41:5

58المائدۃ48:5

59العمران85:3

60العمران19:3

61محمد23:47